Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 01,
Oct – Dec 2020

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

A Study of Juristic Response towards the Limitations for Women in Recreational Activities

Muhammad Nasir *
Ph. D Scholar, Usulud Din, International Islamic University Islamabad

Dr. Mussarat Malik **
Faculty member at University of Wah Pakistan

Version of Record
Received: 29-07-21 **Accepted**: 29-10-21
Online/Print: 28-Dec-2021

ABSTRACT

This article wants to know about the juristic response of Islamic scholars, fatwa councils and institutions regarding the limitations of women entertainment. This is a very significant topic of day where people use to request to get awareness and opinion of Islamic legal experts. There are variety of opinions giving rulings on this matter from religious perspectives. Hence, it is important to know multiple dimensions of the sanctioned or impermissible domains of edicts (Fatāwa) and advisory viewpoints in this regard. With the application of analytical research methodology, we assessed the scholars of different school of thought discussing the trending issue of women outside their residence getting the benefits of recreations. Up to what extent these ruling institutions and edicts (Fatāwa) confront the current unacceptable and unfitting situations or are the ruling orders appreciate the positive aspect of women's entertainment. We can find some Fatāwa in which recreations of women is banned at all. This study addressed the matter of women entertainment taking into consideration the relevant precautions and guidance given by Islamic Sharia. What are the boundaries of women right concerning recreation for the betterment of their mental and physical heath? Therefore, this work shows the multiple dimensions of scholar's outlook

CC BY

depending upon the context to guide human beings.

***Key words**: Women Recreation, Limitations, Ulama, Fatāwa, Ruling and opinion.*

تمہید:

اللہ ذوالجلال کے بلند و بالا نام سے اس مختصر مقالہ و عنوان کا آغاز کرتے ہیں۔جس کے ذکر سے بے چین دلوں کو چین میسر آتا ہے، دنیا میں انسانیت کی ابتداء مرد و عورت سے ہوتی ہے ۔ہر دونوں سے نسل انسانیت کی بقا، نشو ونما اور ترقی کا سفر شروع ہوتا ہے،اب جتنا عمل دخل اس ترقی ونشو ونما میں مرد کا ہے اتنا ہی عورت کا بھی ہے۔دونوں کی افادیت واہمیت کاانکار ممکن نہیں،اور فطرتی طور پر ہر دونوں کے حقوق موجود ہیں,اور ان کا لحاظ بھی مختلف ادوار کے معاشرے میں رہا ہے۔دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں اس کا ذکر کسی نہ کسی طرح موجود ہے،اور وہ ذکر اجمالی و تفصیلی دونوں طرح ملتا ہے، اس پر تاریخ گواہ ہے، زمانہ قدیم میں مرد و عورت کے حقوق میں زوال و کمال بلندی و پستی نظر آتی ہے۔اس لیے ہر دوانواع انسانی کے حقوق پر بات چیت چلتی رہتی ہے ، مرد و عورت کے حقوق کی ایک لمبی فہرست ہے، یہاں اس مقالہ میں صرف عورت کے حق تفریح کو دینی تقییدات و تحدیات کے ساتھ فقہی فتاوی جات کی روشنی میں جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بنیادی سوال:

کیا عورتیں سیر و تفریح کے لیے جاسکتی ہیں ،اس کے بارے میں فقہاء اسلام اپنے فتاوٰی جات میں کیا کہتے ہیں؟

اس بنیادی سوال کو حل کرنے کے لیے ۔ ہمیں قبل از اسلام اور بعد از اسلام کے ادوار کا مختصراً جائزہ لینے کی ضرورت ہے ، قبل از اسلام مردوں کے حقوق تو موجود تھے. مگر عورتوں کے حقوق ہر سطح پر پائمال تھے ،جس میں انکی زندگی کا تحفظ تک ختم ہو چکا تھا، قبل از اسلام عورت کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو پڑھنے والے قاری کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔پھر ایسے حالات میں اس صنف ماہ جبین کی گود میں حقوق کا پلندہ محسن انسانیت ﷺ نے ڈال دیا ، جس میں رائے کی آزادی، حق طلبی ،اجتماعی معاملات میں مشاورت ، تعلیم و تعلم ،افتاء وقضاء ، معاشی واقتصادی تحفظ وغیرہ وغیرہ اسلام عورت کو انسانی زندگی کی گاڑی کا.برابر کا پہیہ تسلیم کرتا ہے ، اور اس کو وہ تمام حقوق دیتا ہے جو انسانی معاشرہ میں اپنا فطری کردار ادا کرنے کے لیے اسے ضرورت ہیں۔البتہ اسلام فرائض کی تقسیم مرد اور عورت کے طبعی تقاضوں اور فطری ضروریات کو سامنے رکھ کر کرتا ہے اور عورت کو ہر ایسے عمل سے روکتا ہے جو اس کے نسوانی وقار، فطری ذمہ داریوں اور طبعی مناسبت کے منافی ہو۔اور مغربی میڈیا کے تمام تر بلند بانگ دعوؤں اور پراپیگنڈا کے باوجود اسلام کے یہ اصول و قواعد کی حق تلفی نہیں بلکہ عین انصاف ہے جس کے بغیر کسی بھی انسانی معاشرت کو متوازن رکھنا ممکن ہی نہیں ہے۔عورت کے حقوق کا تذکرہر زبان کی کتب، رسائل، اخبارات ،میڈیا پرنٹ ہو یاالیکٹرونک، مکالمہ ، مباحثہ کانفرنسز، سمینار، علمی مجالس ہر جگہ ومقام پر ہوتا ہے۔

سابقہ کام:

چند ایک مقالہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے جو کے مختلف انسانی حقوق پر تحریر ہوئے ہیں. مثلاً۔

1)اسلام میں تفریح کا تصور[1]

2) اسلام میں خواتین کے حقوق و فرائض[2]

3)اسلام میں تفریح کی اہمیت[3]

4)آئین میں خواتین کے حقوق کیا ہیں؟ [4]

5)عورتوں کے حقوق آزادی اور بے حجابی کا مسئلہ [5]

اس طرح حقوق المرآۃ/النساء پر عربی زبان میں بہت کام ہوا ہے، چند ایک عربی زبان میں تحریر شدہ مقالہ جات کے نام درج ذیل ہیں۔

1) الرعاية الاجتماعية في السنة النبوية دراسة موضوعية [6]

2) حقوق الانسان فى الاسلام والرد على الشبہات المثارة حولہا [7]

3) كتاب مدخل الى الرعايه الاجتماعية من منظور اسلامى[8]

4) حقوق الانسان بين تعاليم الاسلام واعلان الامم المتحده [9]

مملکت خداداد پاکستان کی یونیورسٹیز میں اردو زبان میں کچھ مقالہ جات نظر سے گزرے ہیں جن میں عورت کے حقوق پر بات کی گئی ہے ,انہیں دیکھنا بھی ضروری ہے۔ انکے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے، کہ ان میں موجود مواد کا تعلق عام حقوق سے ہے۔ مثلا

1) انسانی حقوق کا جدید مغربی تصور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں[10]

2) بنیادی انسانی حقوق اور مذاہب عالم [11]

3) بنیادی انسانی حقوق کی امریکی پالیسی[12]

ان تمام مقالہ جات میں انسانی حقوق پر بات ہوئی ہے لیکن عورت کے حقوق تفریح پر اشارۃً یا ضمناً۔ کوئی تفصیلی بات نہیں کی گئی۔ لیکن ان میں حقوق کے حوالے سے کافی معلومات جمع کی گئی ہے۔ اس سے مزید راہیں نمودار ہو سکتی ہیں، اور دیگر امور پر بات چیت چل سکتی ہے۔

آج دنیا گلوبل ویلج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ ایک لمحہ میں دنیا کے کسی کونے میں چھپنے یا بولی جانے والی گفتگو منظر پر آ جاتی ہے۔ اس کی تعریف و تنقید بھی ساتھ ساتھ شروع ہو جاتی ہے۔ جس پر ہزاروں تبصرے، آرٹیکل، ٹویٹ وغیرہ فوراً مختصر شکل میں نمو دار ہوتے ہیں۔ ہر ناظر و ناقد، تبصرہ نگار کا اپنا خیال ورائے ہوتی ہے، اس سے آپ کا اتفاق واختلاف ممکن ہے۔ اور یہ رہے گا۔ اس سے ہی ذہنی بالیدگی پروان چڑتی ہے، اور مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں۔ لیکن اس میں ناقد و تبصر نگار کے لیے ایک چیز کا لحاظ کرنا ضروری ہے، کہ یہ کس براعظم، کس خطہ، اور کس ملک کے، کس مذہب ومعاشرہ کی بات ہو رہی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا اپنا

کلچر، ثقافت، تہذیب وتمدن اور اخلاقیات ہیں۔جن پر وہ معاشرہ پنپ رہا ہے اس کے اپنے اصول وقواعد ہیں، ان اصول وقواعد کی نظر سے اس معاشرے کو سمجھنا تعمیر واعتدال پسندی ہے، اور اس پر بے جا تنقید کرنا فساد کا موجب ہے۔ہاں اگر کوئی یونیوسل پہلو ہے تو اس کو ذکر کرنا معیوب نہیں ہے۔مگر اپنی تہذیب وتمدن کو دوسروں پر لاگو کرنا، اپنے کلچر کو پوری دنیا میں مختلف حیلے بہانے سے فروغ دینا فساد کا موجب ہوتا ہے جس کو آج بعض ممالک میں پروان چڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے، تو تصادم سامنے آتا ہے۔ جس سے معاشرے کا امن وامان تباہ وبرباد ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد اب ہم اپنے اساسی وبنیادی سوال کی جانب آتے ہیں۔لیکن اس میں سب سے پہلے چند بنیادی اصطلاحات کو جو نفس مضمون کے حوالے سے ہیں جاننا بے حد ضروری ہے، تاکہ مقالہ میں موجود مسئلہ سیر وتفریح کو سمجھنا آسان اور عام فہم ہو، ان اصطلاحات کو بترتیب یہاں پر ذکر کیا جاتا ہے۔

عورت۔woman

یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب پردہ، پوشیدہ رکھنے کی چیز، وہ انسانی اعضاء جن کا کھل جانا باعث شرم ہو۔اور اردو زبان میں صنف نازک کو کہا جاتا ہے، یہ لفظ اردو زبان میں دخیل ہے۔بعض حضرات کا معنوی حیثیت کی وجہ سے اس لفظ کو ناپسندیدہ قرار دینا مناسب نہیں، کیونکہ یہ لفظ قرآن وحدیث میں استعمال ہوا ہے۔مثلا سورۃالاحزاب میں دو/2 مرتبہ **يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ**. اور **وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا**[13]. اور سورہ النور میں بھی دو/2 مرتبہ **لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ**[14] اور **وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ.**[15] قرآن مجید اور احادیث شریف میں آنے والے الفاظ اپنے مفہوم کے اعتبار سے نہایت عمدہ جامع مانع ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ ناپسندیدہ نہیں ہے بلکہ نہایت جامع لفظ ہے اور اپنے مفہوم پر مکمل دلالت کرتا ہے، خواہ وہ مفہوم حقیقت کے اعتبار سے ہو یا مجاز کے۔حدیث پاک میں عورت کے لُغوی معنٰی کو یوں بیان کیا گیا ہے۔فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ **عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان**[16] ترجمہ: عورت، عورت (پردہ کرنے کی چیز) ہے جب وہ نکلتی ہے تو اُسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے ،اس حدیث کی نوعیت کو ذکر کیا ہے **هذا حديث حسن صحيح غريب**[17] ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح منفرد ہے.

تبصرہ:

عورت دنیا میں کوئی شوپیس نہیں بلکہ اللہ تعالی کی قدرت کا انمول کرشمہ ہے، یہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہے، اسلام اس کی حفاظت کی ذمہ داری دوسرے افراد کے سپرد کرتا ہے، جوکہ زمانے کی روانی سے بدلتی رہتی ہے۔لیکن اس کی حفاظت ہمیشہ کی جاتی ہے، کیونکہ اس سے اسلام میں جائز نسل کا وجود برقرار ہے، جبکہ دیگر مذاہب میں اس سے فقط نسل کا تسلسل برقرار ہے۔خواہ جائز ہو یا ناجائز!

حقوق: Rights :

قران کریم میں "حق " کے لفظ کا مختلف معانی میں استعمال : لفظ حق اور اس کے مشتقات قرآن مجید میں "288" مرتبہ آئے ہیں

1) یہ اسماء حسنیٰ میں سے ہے :

مثلا فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ [18]

"تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے اس کی شان اس سے اونچی ہے۔"

فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ [19] .

" یہ اللہ تو تمہارا رب برحق ہے۔"

2۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے طور پر :

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ [20]

" جب اُن کے پاس سچائی آئی تو انہوں نے انکار کیا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا۔"

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَى[21]

" پھر جب ان کے پاس سچائی ہماری طرف سے آئی کہنے لگے کیوں اس کو وہ نہیں دیا گیا جو موسی علیہ السلام کو دیا گیا."

3۔قرآن کے معنی میں:

وَ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ: ترجمہ: اورجب ان کے پاس سچائی آئی۔

4 -دین قویم کے معنی میں :

بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ[22]

" بلکہ وہ اُن کے پاس حق کو لے کر آئے ہیں اور ان میں سے اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں. "

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ[23]

" اور آپس میں حق پر چلنے کی تلقین کرتے رہے. "

علامہ مناویؒ فرماتے ہیں: الحق کا لغوی مفہوم ہے۔

الثابت الذي لايسوغ إنكاره[24]

" حق لغت میں ثابت شدہ چیز کو کہا جاتا ہے جس میں انکار کی گنجائش نہ ہو "

انگلش زبان میں حق:Right"

Right کالفظ استعمال ہوتا ہے۔جس کے بارے میں مفکرین کے مختلف اقوال ہیں ، لیکن یہاں صرف ایک قول و مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

"Rights are those Conditions of the social life without which no man can seek, a general to be himself at his best[25]

"حقوق سے مراد سماجی زندگی کے وہ حالات یا شرائط ہیں, جن کے بغیر عام طور پر انسان اپنی شخصیت کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ان حقوق کو حاصل کر کے وہ اپنی زندگی کو آسان تر بنا لیتا ہے اور کافی حد تک اپنے مسائل کو اچھے طریقے سے سنوار لیتا ہے۔"

تبصرہ:

حقوق کی پاس داری معاشرہ میں امن کی ضمانت ہے اور انسانیت میں فساد ختم کرنا اس سے ہی ممکن ہے، ورنہ ہر کوئی فتنہ وفساد کا شکار ہو جائے گا،اور سکون وامن تباہ ہو جائے گا۔

تفریح : Entertainment :

سیر وسیاحت ،گھومنے پھرنے،اور اپنے ارد گرد کے ماحول کو جاننے کا نام ہے۔ہر سال 27 ستمبر کو تفریح اور سیر وسیاحت کا دن منایا جاتا ہے،اپنی ذات میں یہ کوئی معیوب چیز نہیں ہے،بلکہ اس سے انسانی ذہن کو تر و تازگی میسر آتی ہے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، دین اسلام کی عظیم کتاب قرآن پاک اور جناب نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال زریں میں اس کی عظمت کا ذکر موجود و محبوب طریقے سے ملتا ہے۔

تبصرہ:

ان تین بنیادی الفاظ کی تشریح سے یہ بات سامنے آتی ہے۔کہ یہ ایک دوسرے سے مربوط ہیں،ہر مذہب و معاشرہ کے ماہرین ان کی تفصیل و تشریح اپنے اپنے انداز میں کرتے ہیں،اور اس پر اپنے تہذیب و تمدن کو پایا تکمیل تک لے کر جاتے ہیں۔شریعت اسلامی کا اپنا مزاج ہے۔

تبصرہ وربط:

ہر تینوں الفاظ میں غور کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ عورت کے کئی حق ہیں ان میں حق تفریح سے اس کی ذہنی بالیدگی پروان چڑھتی ہے اور اس کی سوچ و فکر میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے، جس سے وہ بہتر طور پر امور دینی و دنیوی کو پایا تکمیل تک پہنچا سکتی ہے، اسلامی شریعت نے اس میں بھی اس کے تحفظ کو یقینی بناتے ہوئے اس کو محرمات شرعیہ کے کامل افراد کے ساتھ سفر اور سیر وسیاحت کی اجازت دی ہے۔جس کو ہم قرآن مجید اور احادیث مبارک کے بعد فتاوی کی شکل میں ملاخطہ کر سکتے ہیں۔یہ حق تفریح اس کو معلومات کے علاوہ صحت و تندرستگی کے مواقع بھی فراہم کرتی ہے، اس کے ساتھ وہ اپنی ذات میں تنہائی کا شکار نہ ہونے کا

شعور بھی رکھتی ہے ورنہ اس کو قید وبند تنگی و گھٹن جیسے مسائل لاحق ہونگے جس سے عدم معلومات کے ساتھ ساتھ چڑچڑاپن، اور صحت کی خرابی جیسے معاملات کا سامنا ہوگا، یہ ہر دونوں چیزیں آج معاشرے میں بعض عورتوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

فتاوی جات اور عورت کا تفریح کے لیے نکلنا:

1) دارالافتاء۔[26]

سوال: خواتین کے لیے پردے کے اہتمام کے ساتھ تفریحی مقامات پر جانے کی کتنی گنجائش ہے؟ اس سلسلے میں مزید کچھ شرائط و قیود ہوں تو ارسال فرمادیں!

جواب۔ اسلام خواتین کے لیے بلاضرورت گھر سے نکلنے کو پسند نہیں کرتا۔ حدیثِ مبارک میں ہے کہ "عورت چھپانے کی اور پردے کی چیز ہے، جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے نگاہ میں رکھتا ہے" (تاکہ اس کے ذریعے مردوں کو فتنے میں مبتلا کرے)۔ تفریح طبعا ایک انسانی ضرورت ہے، لہٰذا اس کو بھی ضرورت کے دائرے میں ہی مقید رکھنا چاہیے، بلاضرورت یا بار بار تفریح کے لیے جانا (خواہ پردے کے اہتمام کے ساتھ ہو) مناسب نہیں۔ البتہ اگر کبھی جانا ہو تو درج ذیل باتوں کا خیال رکھتے ہوئے جانے کی اجازت ہوگی:

1۔ ایسی جگہ نہ جائیں جہاں کوئی ناجائز کام جیسے میوزک یا مردوں عورتوں کا بے محابہ اختلاط ہو یا دیگر خرافات ہوں۔

2۔ خواتین مکمل شرعی پردہ میں جائیں۔

3۔ اپنے محارم کے ساتھ جائیں۔

4۔ آج کل تفریحی مقامات پر تصاویر کا کھینچنا عام ہے، اس سے بھی مکمل اجتناب کی ضرورت ہے۔

يَآاَيُّهَاالنَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبَيْبِهِنَّ ذٰلِکَ اَدْنىٰ اَنْ يُّعْرَفْنَ [27]

"اے پیغمبر کہہ دیجیے اپنی بیبیوں اور صاحب زادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکالیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں۔"

اِس آیت میں گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی تعلیم ہے کہ جو (نکلنا) کسی سفر وغیرہ کی ضرورت سے واقع ہو، اس وقت بھی بے حجاب مت ہو، بلکہ اپنی چادر کا پلّہ اپنے چہرہ پر لٹکالیں، تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔ فقط واللہ اعلم۔

2) دارالافتاء، **دارالعلوم دیوبند انڈیا**[28] **سوال نمبر:153509**

عنوان: اسلام میں خواتین کے لیے تفریح کے احکامات:

سوال: اسلام میں خواتین کے لیے تفریح کے کیا احکامات ہیں؟ کیا وہ مکمل پردہ میں اپنے شوہر یا گھر والوں کے ساتھ سیر و تفریح کی غرض سے اندرون ملک سفر کرسکتی ہے؟ کیا وہ مکمل پردہ میں پکنک پر ساحل سمندر یا کسی تفریحی مقام پر جاسکتی ہے؟ یہ تو ممکن نہیں

کہ تفریحی مقامات پر مرد نہ ہوں اور مخلوط ماحول نہ ہو۔ ایسے میں خواتین کے لیے تفریح کی جائز صورت کیا ہے ؟ مرد حضرات تو تفریحی مقامات پر جا کر طبیعت خوش کر آتے ہیں خواتین کیا کریں ؟ کیا اسلام میں ان کے لیے کوئی تفریح کی سہولت نہیں ہے ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Fatwa: 1215-1259/H=1438/11

مذکور فی السوال سیر و تفریح جو پارک، تفریح گاہوں میں ہوتی ہے، وہاں تو مردوں کو بھی اپنی حفاظت دشوار ہو جاتی ہے پس ان کو بھی اجتناب چاہیے مسلمان بہن بیٹیوں کو تو مزید سخت احتراز کی ضرورت ہے جہاں جہاں بوقتِ حاجت جانے کی اجازت ہے اس کے متعلق یہ ہدایت ہے : **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاء الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ الخ** (سورۃالاحزاب، پ۲۲) یعنی اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی ازواج مطہرات اور بناتِ طاہرات اور مسلمانوں کی بیبیوں سے کہہ دیجیے کہ سر سے نیچے ڈال لیا کریں اپنے چہروں پر تھوڑی سی اپنی چادروں کو تاکہ پہچان ہو جایا کرے پس وہ آزار و تکلیف نہ دی جائیں گی۔ (شریر قسم کے لوگوں سے حفاظت ہو جائے گی) احادیث مبارکہ میں بھی پردہ شرعی کی سخت تاکید ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہے تو ایسی صورت میں محض طبیعت کو خوش کرنے کی خاطر مذکور فی السوال نوعیت کے سیر و تفریح کے مقامات پر جانے کی اجازت نہیں ہو سکتی، البتہ ان کی طبیعت کو خوش کرنے کے لیے شوہر اور ماں باپ وغیرہ خوش خلقی، نرمی شفقت اور حسنِ اخلاق کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا برتاؤ رکھیں گے تو ان کے حق میں یہی ان شاء اللہ نہ صرف یہ کہ کافی ہو جائے گا بلکہ موجودہ تفریح گاہوں کے مقابلہ میں زیادہ خوش کن ثابت ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

3) فتاوی نظامیہ: مفتی رکن الدین صاحبؒ ایک سوالیہ استفتاء کا جواب دیتے ہیں۔

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حجاب یعنی پردہ کرنا مسلمان عورتوں کے لئے فرض ہے ؟ اگر کوئی عورت بوجہ ناداری و مفلسی بے پردہ ہو کر اپنی ضروریات معاش کی فکر کرے تو کیا شرعاً گنہگار ہو گی ؟ بینوا و توجروا۔ ترجمہ: بیان کرو اور ثواب پاؤ۔

الجواب:

آیت حجاب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی شان میں وارد ہے اس کے ذریعہ ازواج مطہرات پر پردہ فرض کیا گیا ہے۔ ان کے سوا دیگر مسلمان عورتوں پر بھی پردہ لازم ہے۔ مگر وہ عورتیں جن کا کوئی پرورش کرنے والا اور سرپرست نہیں ہے۔ اپنی ضروریات معاش کے لئے موٹے دھاگے بدوضع کپڑوں اور معمولی لباس میں خوب ساتر برقعہ پہن کر باہر جا سکتی ہیں۔ تفسیر احمدی مطبوعہ فتح کریم بمبئی کے صفحہ 631 میں ہے:

هذا هو المقصود من ذكرالأية في هذا الموضع لان موردها وان كان خاصا في حق ازواج رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن الحكم عام لكل من المؤمنات فيفهم منه ان يحتجب جميع النساء من الرجال ولايبدين انفسهن عليهم. قال عياض: فرض الحجاب مما اختص به أزواجه صلى الله عليه وسلم فهو فرض عليهن بلا خلاف في الوجه والكفين فلا يجوز لهن كشف ذلك في شهادة ولا غيرها ولا إظهار شخوصهن وإن كن مستترات إلا ما دعت إليه ضرورة من براز، كما في حديث حفصة، لما توفي عمر رضي الله عنه، سترها النساء عن أن يرى شخصها، ولما توفيت زينب جعلوا لها قبة فوق نعشها تستر شخصها، ولا خلاف أن غيرهن يجوز لهن أن يخرجن لما يحتجن إليه من أمورهن الجائزة بشرط أن يكن بذة الهيئة خشنة الملبس تفلة الريح مستورة الأعضاء غير متبرجات بزينة ولا رافعة صوتها.[29]

4) فتاوی یورپ: مفتی اعظم ہالینڈ عبدالواحد قادری غفرلہ مسئلہ نمبر 936 بتاریخ 12/07/1990

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حج وعمرہ کرنے کے لیے یا اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں جانے کے لیے بذریعہ ہوائی جہاز دو چار گھنٹوں کا سفر بغیر محرم کے کرنا عفت مآب عورتوں کے لیے جائز ہے یا نہیں۔۔۔الخ **(سائل محمد عبدالحکیم بٹ نون جرمنی)**

جواب۔ مسافت سفر پر عورتوں کا بغیر محرم یا شوہر کے سفر کر کے تنہا جانا یا فاسق وفاجر محرم کے ساتھ جانا یا نابالغ محرموں کے ساتھ جانا یا بقول بعض عورتوں کی جماعت کے ساتھ جانا یا بے نفس ساٹھ، ستر سال کے متدین بزرگوں کے ساتھ جانا سب ناجائز وحرام نہایت بدانجام خلاف مذہب اسلام ہے۔ الخ

(نوٹ) اس کے بعد چھ/6 وجوہ، اور دلائل کو اپنے نظریہ پر پیش کیا ہے۔[30]

5) احسن الفتاوی، مفتی رشید احمد: 47/8

عورت کا تفریح کے لیے نکلنا:

سوال: عورتوں اور لڑکیوں کا تفریح کے لئے برقع اوڑھ کر شوہر، والد یا کسی اور محرم کے ساتھ عام تفریح گاہوں جیسے کلفٹن، ہاکس بے، ہل پارک وغیرہ ہمیں جانا شرعاً کیسا ہے؟۔۔۔ الخ

جواب۔ قرآن وحدیث میں عورت کو پردہ کی سخت تاکید اور عورت کے باہر نکلنے میں مفاسد کثیرہ کے پیش نظر عورت کا تفریح کے لئے گھر سے نکلنا جائز نہیں، اگر نکلے گی تو اس کے علاوہ اس کا شوہر اور دوسرے اولیاء بھی سخت گنہگار ہوں گے ان سب پر ایسے فسق وفجور سے توبہ کرنا فرض ہے۔[31]

تشریح: اس فتاوی میں آپ نے دو/2 آیات، پانچ/5 احادیث اور تین اقوال ائمہ کو نقل کیا ہے۔ جن میں البریقہ محمودیہ، بزازیہ۔ اور ردمختار کتب کے حوالے نقل کیے ہیں۔

6) فتاوی البانیہ: علامہ ناصر الدین البانیؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سوال: محرم کے بغیر عورتوں کے پر امن قافلہ کے ساتھ عورت کے سفر کا کیا حکم ہے؟ جبکہ بعض لوگ اس کے جواز کے لئے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں (**ان الظعینة تسیر من الیمن إلی العراق لا تخشی الاالله والذائب علی الغنم ؟ فتاوی الامارات) (58)**

جواب: اس حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ جو اکیلے سفر کرنے والی عورت کے سفر کے جواز پر دلالت کرے کیونکہ شرعاً اس طرح کی کوئی حدیث نہیں آئی[32]۔۔۔الخ

7)امدادالفتاوی، مولانااشرف علی تھانویؒ، ترتیب مفتی محمد شفیعؒ۔

سوال: نمبر233، مسلمان عورتوں کو بازار جانا شرع شریف میں حلال ہے یا حرام یا مکروہ مع دلیل شرع کے بیان فرمایئے۔ بینوا توجروا فقط؟

جواب۔ ولقوله تعالی وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى الاية , و لقوله تعالی غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ الاية , و لقوله تعالی وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ الاية۔اس سے معلوم ہوا کہ زینت کے ساتھ عورت کو بازار میں یا مجمع میں نکلنا یا کسی غیر محرم کے سامنے آنا قطعاً حرام ہے.

البتہ اگر کوئی ضروری حاجت ہو اور ہیئت رثہ اور ثیاب بذلہ یعنی میلے کچیلے کپڑوں میں پردہ کر کے نکلے تو جائز ہے۔ **لقوله تعالی یدنین علیہن من جلابیہن و لقوله تعالی الاماظھرمنہا , و فی الد المختار وتمنع المرأة الشابة من کشف الوجه بین الرجال لا لانه عورة بل لخوف الفتنة**[33]۔

8)فتاوی امجدیہ: صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمیؒ (صاحب بہار شریعت) سے مسئلہ 561 پوچھا گیا:

مسئلہ نمبر561:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بکر جو کہ ہندہ کا نا محرم ہے اپنی بیوی اور بہو کو ہمراہ لیکر حج کرنے جا رہا ہے ہندہ کا بھی ارادہ ہے کہ میں بھی انہیں لوگوں کے ساتھ چلی جاؤں عمرو اعتراض کرتا ہے کہ تم نا محرم کے ساتھ نہیں جا سکتی لہٰذا امت جا۔ ہندہ کہتی ہے کہ میں بکر کی بیوی اور بہو کے ساتھ جاؤں گی تنہا بکر کے ساتھ نہیں تو صورت بالا میں ہندہ بغرض حج بیت اللہ ان لوگوں کے ساتھ جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

عورت کو بغیر شوہر یا محرم سفر کرنا حرام ہے۔حدیث شریف میں ہے، وَلا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا وَخَرَجَتْ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ : اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ [34]"یعنی ارشاد فرمایا کہ بغیر محرم عورت سفر نہ کرے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ فلاں جنگ میں جانے کے لئے میرا نام لکھا جا چکا ہے۔اور میری عورت حج کو

جاناچاہتی ہے فرمایا کہ اپنی عورت کے ساتھ حج کو چلے جاؤ۔ ہندہ کا یہ عذر کہ میں بکر کے ساتھ نہیں جاتی ہوں۔"بلکہ اسکی بی بی یا بہو کے ساتھ جاتی ہوں ناممسوع ہے۔ کیونکہ بہر صورت بغیر محرم اس کا سفر ہوگا۔اور اسی کی حدیث میں ممانعت آئی ہے در مختار میں ہے۔ ومع زوج او محرم بالغ عاقل مع وجوب النفقۃ لمحرمھا علیھا بامراۃ فی سفر. فتاوی عالمگیری میں ہے ۔ ومنها المحرم للمرأةشابة كانت اوعجوذا اذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلثةايام هكذا في المحيط.[35]

9) فتاوی رضویہ: بر کتہ الہند مولاناشاہ احمد رضاخان صاحبؒ

آپ سے ایک استفتاء میں تقریبا سولہ/16 سوال ہوئے کہ عورت ان مقامات پر جا سکتی ہے کہ نہیں ؟آپ نے ان سوالات کے جواب میں ایک رسالہ "مروج النجا لخروج النساء" کے نام سے تحریر کیا ہے۔ جو نہایت مستند اور پڑھنے کے قابل کتاب ہے،اس میں آپ نے محرم شرعی کے ساتھ عورت کے , باپردہ محارم رجال ونساء کے پاس عیادت، تعزیت، یا کسی مندوب ومباح دینی یا دنیاوی حاجت یا صرف ملنے کے لئے جانا مطلقاً جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو[36]۔۔۔الخ

ان تمام فتاوی جات کے سوال وجواب سے کچھ قیودات و تحدیات سامنے آتی ہیں , وہ در حقیقت قرآن پاک اور احادیث نبوی ﷺ کے متون سے عبارۃً،اشارۃً اور دلالۃالنص کے طور پر ثابت ہو رہی ہیں۔

فقہی رجحان اور علماء کرام کی مزاحمت:

اصل میں علماء کرام کا نقطہ نظر غور سے سمجھا ہی نہیں جاتا اور ان پر الزامات کی بارش کر دی جاتی ہے۔ وہ قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے تخریج شدہ شرعی وفقہی جزئیات کی معاشرہ میں حالات کے مطابق لاگو کرنے کی بات کرتے ہیں، تاکہ معاشرہ پر امن رہے تو کچھ سیکولر و لادین طبقہ کا ذہن اسطرف چلا جاتا ہے کہ علماء اکرام اس میں مزاحمت کر رہے ہیں حالانکہ وہ صرف اور صرف عریانی، بے پردگی اور معاشر میں بے راہ روی کی وجوہات سے باز رہنے کی بات کر رہے ہوتے ہیں، ورنہ علماء کرام خود اپنی ازواج کو سفر اور سیر وسیاحت کے لیے کیونکر لیکر جاتے ؟اس کو ہر عالم پسند کرتا ہے، اور ان علماء کے ہاں یہ سیر و تفریح ہوتی ہے۔ صرف علماء اکرام کا تقاضا ہے کہ اس سفر اور سیر و تفریح میں شرعی امور کو مد نظر رکھا جائے۔اب ان حدود قیودات کا ذکر کیا جاتا ہے، جن کا التزام سفر اور سیر و تفریح میں ضروری ہے۔

حدود شرعیہ:

1) پردہ/حجاب میں عورت ہو۔
2) محارم ساتھ ہوں۔
3) کسی بھی طرح اختلاط مردوں سے نہ ہو۔
4) ممنوعات شرعیہ وہاں نہ ہوں مثلا ناچ گانا وغیرہ۔

یہ لوازمات امور شرعیہ کی ادائیگی میں بھی لازم ہیں مثلاً حج وعمرہ وغیرہ، اور امور مباح میں بھی مثلا تفریحی مقامات کی سیر وسیاحت اصل میں دین اسلام عورتوں، لڑکیوں بچیوں کی حفاظت و نگہبانی عزت و وقار اور ان کی پروٹیکشن کی بات کرتا ہے۔ تاکہ والدین خاندان قبیلہ سوسائٹی کے افراد عزت واحترام سے معاشرے میں زندگی گزار سکیں اور معاشرہ میں امن وسکون برقرار رہے، ورنہ حالات کا سامنا ہم ہر روز کرتے ہیں۔ اور یوں ہم سب کی جگ ہنسائی ہوتی ہے۔ ملک پاکستان میں جب ان اصول وقواعد کو فالو کیا جائے تو منشائے شریعت، اور آرزوئے والدین، عزت نفس کے ساتھ ہم پرامن رہے سکتے ہیں۔ آج کے مشکل حالات میں روزانہ پرنٹ میڈیا، الیکٹرنک میڈیا پر سب کچھ ہمارے سامنے آتا ہے۔ جس پر پھر قانون حرکت کرتا ہے دنیا میں حقوق نسواں کی تنظیمات اور این جی اوز ہمارے خلاف رپورٹیں دیتی ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ اپنے اسلامی سکالرز علماء اکرام مفتیان شرع کی بات کو مزاحمت گردانتے نہیں عار محسوس کرتے اور بغیر تحقیق و ریسرچ کے الزام پر الزام دیتے رہتے ہیں۔ آج ہمارے علماء فضلاء مفتیان شرع ،بہترین اساتذہ اور عزت مآب والدین معاشرہ کے سنجیدہ افراد یہی چاہتے ہیں. اور فقہی رجحان بھی یہ ہی ہے ۔ عورتوں، بچیوں لڑکیوں کو زیادہ سے زیادہ تحفظ حاصل ہو اور معاشرے میں امن وسکون ہو۔

حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں:

اللہ سے کرے دور، تو تعلیم بھی فتنہ — املاک بھی اولاد بھی جاگیر بھی فتنہ
ناحق کے لئے اٹھے تو شمشیر بھی فتنہ — شمشیر ہی کیا نعرہ تکبیر بھی فتنہ
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن — قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

نتائج:

1) اسلامی اصول قواعد کے مطابق امور معاشرہ کی تکمیل ہو جس میں سب سے پہلے عورت/صنف نازک کا ہر سطح پر احترام ہو۔
2) قانون کی عمل داری ہو تاکہ معاشرے میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔
3) تربیت کے اعلی اخلاقی واسلامی معیار کے ساتھ ساتھ نصاب تعلیم کا تعلیمی اداروں میں, بلکہ ہر سطح پر طلباء طالبات پر اچھا اثر ہو.
4) اسلامی سکالرز کا مکمل نقطہ نظر اور ریسرچ وتحقیقی کے بعد کسی مقالہ یا ارٹیکل ومضمون کو شائع کیا جائے اور قانون کا حصہ بنایا جائے پھر بھی اس میں کمی کوتاہی کو بدلتے حالات میں وقتاً فوقتاً تبدیل کیا جائے۔
5) اپنی تہذیب وتمدن کو اپنانا اور اس سے دوسروں کو متاثر کرنا۔
6) حجاب شرعی کی پابندی کوئی عورت، لڑکی کرتی ہے اور کوئی نہیں کرتی اصولاً اس کی پابندی مناسب ہے تاکہ ان پڑھ معاشرے میں فساد پیدا نہ ہو۔ جہالت کی وجہ سے مرد کبھی کبھی غیر شرعی امور کی طرف جا سکتا ہے، اور صنف ماہ جبین کی عزت داغ دار ہو جائے گی لھذا عورت کو حجاب شرعی اور مرد کو احترام کا دامن ہمیشہ ہمیشہ ساتھ رکھنا چاہئے۔

7) اللہ تعالی کے پسندیدہ نظام حیات کو اپنانے میں عافیت و خیر ہے، جب کہ اس سے روگردانی زلت ورسوائی کا ساماں ہے۔اس کا سامنا جب ہم کرتے ہیں تو سیکڑوں خیالات جنم لیتے ہیں، اور اس وقت کی فکر وتدبر کوئی کام نہیں آتی قرآن مجید اس لمحہ کی نشان دیہی کرتا ہے۔ **وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ**.[37] یہ سب آپ کا اپنا کام ہے۔

حواشی، حوالہ جات

1: محمود احمد غازی ڈاکٹر، اسلام میں تفریح کا تصور (غیر مطبوعہ خطاب) حافظ آغا عبدالصمد مدون شائع، ماہنامہ الشریعہ گجرانوالہ جلد نمبر 22 شمارہ 1۔2 جنوری، فروری 2011ء

2: محمد علی شاہ شعیب بنگلور بدھ 19 دسمبر 2018ء اردو نیوز۔

3: حسین اختر رضوی، اردو سحر ,28 مئی، 2017ء

4 : سیدہ ثناء بتول دستک، 03 مئی 2021ء

5: سمیع الحق مولانا، فتاوی حقانیہ ج 2 ص 474 میں موجود ہے

6: ولید ابراہیم محمد الغرباوی، جامعہ اسلامیہ، غزہ فلسطین۔

7: ڈاکٹر سلیمان بن عبدالرحمن الحقیل جامعۃ الامام محمد ابن سعود الاسلامیۃ سعودیہ۔

8: ڈاکٹر محمد سید فہمی۔

9: شیخ محمد غزالی

10: محمد سلیم، شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان.

11: سیف اللہ، شیخ زاید اسلامک سنٹر SZIS پنجاب یونیورسٹی.

12: عبدالرحیم.

13: القرآن الکریم سورۃ الاحزاب 13/33

14: القرآن الکریم سورۃ النور 31/24

15: القرآن الکریم سورۃ النور 58/24

16: امام ابو عیسی جامع الترمذیؒ، ج 1 ص 140 حدیث 1173 مطبوعہ رشیدیہ کتب خانہ دہلی

17: حوالہ سابقہ

18:القرآن الکریم سورۃ طہ،114/20

19:القرآن الکریم سورۃ یونس32/10

20:القرآن الکریم سورۃ الانعام6/5

21:القرآن الکریم سورۃ القصص48/28

22:القرآن الکریم سورۃ المؤمنون70/23

23:القرآن الکریم سورۃ العصر3/103

24: المناوی، محمد عبدالرؤف، التوقیف علی مھمات التعریف، ج،1ص،287 دار الفکر، بیروت،1410ھ

25 : Herold Joseph Laski

Practice , Page #13 , Book land , Lahore , 1991

26:فتوی نمبر:143908200125 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی۔ www . banuri . edu . pk

27 الأحزاب،59

darulifta-deoband.com: 28

29:مفتی رکن الدین، فتاوی نظامیہ ص486، ataunnabi.blogspot,com

30:عبدالواحد قادری و فتاوی یورپ ص322، شبیر برادر اردو بازار لاہور2006ء

31:مفتی اعظم رشید احمد، احسن الفتاوی ص47 ج8 ایچ ایم سعید ادب منزل کراچی1425ھ۔

32:علامہ ناصر الدین البانی/مترجم راشد حسن، فتاوی البانیہ اردو، ج1ص314۔مکتبہ الصدیق السلفیہ میر پور خاص سندھ2013ء

33:مولانا اشرف علی تھانویؒ، ترتیب مفتی محمد شفیعؒ وامداد الفتاوی ج4ص197، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

34:أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني, ارشاد الساري لشرح صحيح البخاري, ج،5ص140, المطبعة الكبرى الأميرية، مصر, ط السابعة، 1323ه-عدد الأجزاء:10 رقم الحديث:3006. اخرجه البخاري في صحيحه، كتاب الجهاد والسير، باب من اكتتب في جيش فخرجت امرأته حاجة وكان له عذر هل يؤذن له (1094/3 رقم 2844)، ومسلم في صحيحه، كتاب الحج (978/2 رقم 1341) وغيرهما

35:علامہ امجد علی اعظمیؒ: فتاوی امجدیہ ج1، ص339۔www.alahazratnetwork.org

36 :علامہ شاہ احمد رضا خان صاحبؒ فتاوی رضویہ223/22، رضا فاؤنڈیشن اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

[37]:القرآن الکریم سورۃالشوری 30/42